

دیونِ عصر حاضر اور زکوٰۃ کے مسائل

مفتی محمد رفیق الحسنی

ڈوبے ہوئے قرض پر زکوٰۃ نہیں ہے اور وہ قرض زکوٰۃ میں محسوب نہیں ہو سکتا: ڈوب جانے والے قرض پر زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ وہ ہلاک شدہ مال یا مال ضار کی طرح ہوتا ہے نیز قرض میں ڈوبی اور پھنسی ہوئی رقم میں یہ نیت کر لینا کہ وہ زکوٰۃ کی مد میں شمار ہو اور زکوٰۃ ادا ہو جائے جائز نہیں ہے۔ نیز اگر کسی فقیر پر صاحب مال کا دین ہو اور صاحب مال زکوٰۃ کی نیت سے فقیر کا دین ساقط کر دے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ زکوٰۃ کی ادا میں تملیک فقیر یعنی قبضہ دینا شرط بلکہ رکن ہے اور دین سے اسقاط اور ابراء میں قبضہ ممکن نہیں کیونکہ دین وصف ہوتا ہے لہذا ان سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ البتہ صاحب زکوٰۃ یہ کر سکتا ہے کہ فقیر کو مزید زکوٰۃ کی رقم دے کر پھر فقیر پر واجب دین کی مد میں واپس کر لے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور فقیر کا دین بھی ادا ہو جائے گا۔ غنقریب زکوٰۃ کی مصارف میں اس کا ذکر آئے گا۔

حصص و شیرزکی زکوٰۃ:

سودی بینکوں اور سودی کاروبار کرنے والی کمپنیوں کے حصص کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے وہ لوگ جو غیر سودی کمپنیوں کے غیر سودی حصص کا کاروبار بطور تجارت کرتے ہیں ان پر مال تجارت کی طرح حصص کی مارکیٹ ویلیو کے مطابق قیمت پر زکوٰۃ واجب ہے اور کمپنیوں کے مالکان پر کمپنی کے جامد اثاثہ جات کے علاوہ حاصل ذاتی آمدنی کے مقدار پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

پرائز بانڈ پر زکوٰۃ کا حکم:

پرائز بانڈ کا کاروبار جائز ہے اور اس میں حاصل انعام بھی جائز ہے۔ اور حلال ہے ہم نے رفیق الفقہاء میں اس مسئلہ کو تفصیل سے تحریر کیا ہے لہذا پرائز بانڈ پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

مکانات اور دوکانوں اور فلیٹوں پر زکوٰۃ کا حکم:

تجارت کی نیت سے خرید کردہ یا تیار کردہ مکانوں اور دوکانوں اور فلیٹوں کے مالکان پر ہر سال مارکیٹ ویلیو قیمت کے مطابق زکوٰۃ واجب ہے اور تجارتی مکانوں اور دوکانوں اور فلیٹوں سے حاصل کرایہ پر زکوٰۃ واجب ہے اور ذاتی رہائش کے مکانات اور فلیٹس کی ویلیو قیمت پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ آج کل کے عرف اور تعامل کی وجہ سے تجارت کی نیت سے خرید کردہ غیر تیار شدہ مکانوں اور دوکانوں اور فلیٹوں کی مالیت پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ اگرچہ ابھی تک ان کی تعمیر مکمل نہیں ہوئی۔ رجسٹریشن فائل پر قبضہ خرید کردہ مال پر قبضہ ہوتا ہے کیونکہ آج کل یہ کاروبار سرمایہ کاری اور تجارت اور مال بڑھانے کا نہایت نفع بخش اور محفوظ طریقہ ہے۔ کہ تعمیر سے پہلے بنگلہ کرا کے مکان اور فلیٹ وغیرہ خرید کر لیا جائے اس لئے ان کی ہر سال مارکیٹ ویلیو پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔

جواہرات کی زکوٰۃ کا حکم:

قیمتی ہیرے اور جواہرات اگر گھر میں استعمال کے لئے ہیں ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے کیونکہ وہ مال تجارت نہیں ہیں اور اگر بطور تجارت ہیں ان کی زکوٰۃ واجب ہے۔ اور اگر کسی نے جواہر استعمال کرنے کے لئے خریدے مگر اس کی نیت میں ہے اگر ان میں قیمت خرید سے زیادہ نفع ملے لگا تو ان کو فروخت کر دوں گا ایسے جواہر پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ درمختار میں ہے: ”اشتری شیئاً للفقیۃ ناویان وجدد ربھا بعاہ لازمۃ علیہ“ (درمختار) یعنی کسی شخص نے استعمال کے لئے کوئی چیز خریدی اس نیت سے کہ اگر نفع پائے گا تو اسے فروخت کر دے گا اس پر زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ وہ مال تجارت نہیں ہے مال تجارت میں شرط یہ ہے کہ عقد نفع یا اجارہ کے وقت کنفرم نیت کر لی جائے کہ خرید کردہ شے کو نفع پر فروخت کیا جائے گا وہ مال تجارت ہوتا ہے۔ مشکوک نیت سے خرید کردہ مال تجارتی نہیں ہوتا اور اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ اگر عزم اور کنفرم نیت سے تجارت کے لئے خرید کردہ مال یا پلاٹ اس امید پر اپنے پاس دس سال تک محفوظ رکھا جائے کہ ابھی منافع کم ملے گا جب نفع زیادہ ملے گا اس مال کو فروخت کر دوں گا ہر سال اس مال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ بلکہ اگر اس تجارتی مال کو بالتبع استعمال بھی کرتا رہے پھر بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ جیسا کہ ہم نے شامی سے نقل کیا ہے۔ لہذا اشوروموں میں تجارتی گاڑیوں کو اگر مالک استعمال بھی کرتا رہے ان کی زکوٰۃ مالک پر واجب ہوگی۔ (نوٹ: قیہ کا معنی

استعمال کرنا ہے اسٹور میں رکھنا نہیں۔)

جہیز کے لئے تیار زیورات کی زکوٰۃ کا حکم:

آج کل رواج اور لوگوں کا تعامل ہے غیر شادی شدہ اولاد کے لئے سونے چاندی کے زیورات شادی سے پہلے بنوا لیتے ہیں اگر والدین نے تیار کردہ زیورات یا خام سونے کا اولاد کو اس طرح مالک بنادیا ہے کہ اولاد کو اختیار ہے اولاد چاہے تو انہیں فروخت کر دے اور چاہے تو محفوظ رکھے اور والدین اولاد کی اجازت کے بغیر اس میں تصرف نہ کر سکیں کیونکہ مالک بنانے کا یہی مفہوم ہے ان زیورات کی زکوٰۃ والدین پر واجب نہیں ہوگی کیونکہ والدین تیار کردہ یا خرید کردہ زیورات اولاد کو گفٹ کرنے کے بعد زیورات کے مالک نہیں رہے پھر اگر اولاد بالغ ہے ان پر اپنے زیورات مملوکہ کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر بچے نابالغ ہیں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

یاد رہے کہ تیار کردہ یا خرید کردہ زیورات بچوں کی طرف صرف نسبت کرنے سے والدین کے ملک سے خارج نہیں ہوتے والدین پر ان کی زکوٰۃ ہر سال واجب ہوتی رہے گی۔ یہی حکم محفوظ کرنسی کا ہے مگر زیورات اور کرنسی کے علاوہ جہیز کے لئے تیار شدہ کپڑے اور صوفے وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

حج کے لئے محفوظ رقم کی زکوٰۃ کا حکم:

حج کے لئے محفوظ رقم پر اگر سال گذر چکا ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے جب تک حاجی کا سفر شروع نہیں ہوتا اس وقت تک حج کے لئے حکومت یا ٹریول ایجنٹوں کے پاس رقم بطور قرض ہوتی ہے۔ اس میں حکومت اور ایجنٹوں کو مالک کی جانب سے سفر شروع ہونے سے پہلے تصرف کی اجازت ہوتی ہے۔ جس مال میں دوسرے آدمی کو تصرف کی اجازت ہو وہ قرض ہوتا ہے یہ امانت نہیں ہوتی۔ اگر یہ رقم امانت ہوتی اور تلف ہو جاتی تو اس کی ضمان واجب نہ ہوتی حالانکہ حاجی سفر نہ کر سکے تو اس کی رقم اسے واپس ملتی ہے اور اگر حکومت یا ایجنٹوں سے ضائع ہو جائے پھر بھی رقم واپس ملتی ہے لہذا حاجی پر اس رقم کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

زکوٰۃ کے وجوب کا چھٹا سبب:

زکوٰۃ کے وجوب کے ظاہری اسباب سے چھٹا سبب مال کا نامی ہونا ہے یعنی وہ مال بڑھنے

والا ہو پھر بڑھوتری (نمو) کی دو قسمیں ہیں نمو حقیقی اور نمو تقدیری، نمو حقیقی تین اموال میں ہوتا ہے حیوانات سائمه (چراگاہوں میں چرنے والے جانور) اور مال تجارت اور نقود، جانوروں میں تولد اور تناسل سے اضافہ ہوتا رہتا ہے اور مال تجارت میں منافع بڑھنے سے اضافہ ہوتا ہے اور نقدین اور سونا اور چاندی اور کرنسی میں قیمت بڑھنے سے اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اور نمو تقدیری یہ کہ مال میں اضافہ اور بڑھوتری پر قدرت حاصل ہو خواہ وہ مال مالک کے قبضہ میں بالفعل ہو یا مستقبل میں اس کے قبضہ میں آئے۔ اس کی مثال دین میعاد اور غیر میعاد کے ساتھ دی جاتی ہے کیونکہ مدیون کے قبضہ میں ہونے والے دین پر مالک کو تقدیراً قدرت حاصل ہوتی ہے کہ اگر دین غیر میعاد ہے تو اس کو کسی وقت واپس لیکر بڑھا سکتا ہے اور اگر میعاد ہے میعاد کے بعد واپس لے کر بڑھا سکتا ہے اس لئے دین کی زکوٰۃ مالک پر واجب ہوگی کیونکہ دین مال نامی ہے مال مفقود اور دین مجبوجس کا کوئی ثبوت نہیں اور غیر معروف آدمی کے پاس امانت یہ کہ اجنبی آدمی اور انجان آدمی کو کہا جائے یہ مال اپنے پاس رکھیں فلاں تاریخ کو واپس آ کر لے لوں گا اور اجنبی آدمی نہ ملے اور اس کا پتہ نہ چلے اور مالک اس سے مایوس ہو جائے اور ظالم حاکم کے پاس غصب شدہ مال کی طرح دین نہیں ہے۔ یہ سب اموال غیر نامی اور اموال شمار ہیں اس لئے ان اموال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے مگر دین مال نامی میں داخل ہے مال شمار نہیں اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

آج کل بڑے بڑے شہروں کراچی لاہور اسلام آباد وغیرہا میں لینڈ مافیا کا دور ہے لوگوں کے ذاتی پلاٹوں اور مکانوں پر اسلحہ کے ذریعے جبراً قبضہ کر لیا جاتا ہے اور مالکوں کے پاس ان پلاٹوں اور مکانوں کے مالک ہونے کے گواہ اور الاٹمنٹ کے دستاویزی ثبوت بھی موجود ہوتے ہیں مگر غریب مالکوں کا وڈیروں اور جاگیرداروں سے عدالت کے ذریعے بھی پلاٹ یا مکان واپس لینا ناممکن ہوتا ہے اگر مالکان کو پلاٹ یا مکان واپس ملنے کی امید نہ ہو اور یہ پلاٹ یا مکان تجارت کے ہوں تو مقبوضہ مکان یا پلاٹ مال شمار میں شمار ہوں گے اگر اتفاق سے واپس مل جائیں مالکوں پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی واپسی کے بعد نئے سال مکمل ہونے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

بینکوں میں رکھی گئی منقولہ اشیاء کا حکم:

منقولہ اشیاء سونا یا چاندی بھی بینکوں میں رکھ کر قرض لیا جاتا ہے یہ عام رواج اور عرف ہو گیا ہے۔ بینکوں

میں بطور زر ضمانت رکھے گئے سونے اور چاندی کا حکم رہن والا ہوگا۔ بنکوں میں رکھے گئے سونے اور چاندی کی زکوٰۃ مالک پر واجب نہیں ہوگی مگر اس سونے یا چاندی کی ضمان پر حاصل کردہ قرض کی زکوٰۃ قرض دہندہ بنکوں پر واجب ہوگی بشرطیکہ اس کا نصاب دین سے زائد ہو۔ سونا اور چاندی اگر رہن ہو تو محبوس بالذین ہونے کی وجہ سے کالعدم ہوتا ہے، راہن پر اس کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ چنانچہ فتح القدیر میں علامہ ابن ہمام نے ذکر فرمایا کہ سونا اور چاندی خلقی مال تجارت ہیں اگر رہن بھی ہوں ان پر زکوٰۃ واجب ہونی چاہئے تھی۔ آپ نے فرمایا، مگر رہن ہونے کی صورت میں سونا اور چاندی کالعدم ہوتا ہے اور معدوم پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی چونکہ بنکوں میں رکھے گئے سونے اور چاندی کے زیورات میں بنکوں کو تصرف کی اجازت نہیں ہوتی اس لئے زیورات قرض نہیں ہوتے بلکہ امانت اور رہن ہوتے ہیں اور رہن پر زکوٰۃ نہیں ہوتی۔

انکار شدہ دین کا حکم:

اگر مدیون نے دین کا انکار کر دیا تھا اور اس پر گواہ یا دستاویزی ثبوت موجود نہیں تھے مدت کے بعد مدیون نے اقرار کر لیا یہ دین بھی مال شمار میں شمار ہوگا کیونکہ اس کے واپس ملنے کی امید نہیں تھی اور ملک باقی تھا لہذا اس دین پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ (در مختار) ہدایہ میں ہے:

”ولو كان الدين على مقبر ملئي او معسر تجب الزكاة لامكان الوصول اليه ابتداء او بواسطة التحصيل“ (ہدایہ مع فتح القدیر، مکتبہ سکھر، ص: ۱۲۳/۲) یعنی اگر دین غنی پر واجب ہو اور وہ اس کا اقرار کرتا ہے یا تنگ دست اور فقیر پر دین واجب ہے اور وہ اقرار کرتا ہے اس دین کی زکوٰۃ مالک پر واجب ہوگی۔

(بشرطیکہ نصاب بنتا ہو یا دوسرے مال کے ساتھ مل کر نصاب بن جائے) کیونکہ غنی پر دین تک مالک ابتدا میں پہنچ سکتا ہے اور فقیر تنگ دست پر دین تک مالک کو پہنچنا بھی ممکن ہے کیونکہ فقیر کسب وغیرہ سے دین ادا کرنے کی طاقت حاصل کر لے گا لہذا غنی یا فقیر پر واجب دین کے قبضہ کے بعد صاحب دین پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی واجب ہوگی بشرطیکہ وہ دین قوی ہو یا متوسط ہو کیونکہ دین ضعیف میں گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

زکوٰۃ واجب ہو مگر قربانی واجب نہ ہو:

دین پر زکوٰۃ کے وجوب کی علت (امکان حصول یا تحصیل) کے متعلق صاحب عنایہ لکھتے ہیں علامہ ترمذی نے کہا ہے کہ صاحب ہدایہ نے زکوٰۃ کے وجوب کی علت امکان حصول تو ذکر کر دی ہے مگر اس علت کی وجہ سے قربانی کے وجوب کا ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ بعض علماء نے کہا ایسے مدیون پر قربانی واجب نہیں ہوگی جس کے پاس دین مملوک کے علاوہ غنا کے معیار کا نصاب نہیں ہے۔ زکوٰۃ کے وجوب اور قربانی کے عدم وجوب کے متعلق صاحب عنایہ تحریر فرماتے ہیں:

”لان المملک یکفی لوجوبہما مع وجود التمكن من الوصول الیه کابن السبیل وفی الاضحیۃ لایکفی بدلیل ابن السبیل فانہا لاتجب علیہ“ (ص: ۲۳ حاشیہ)

ترجمہ: کیونکہ زکوٰۃ کے وجوب کے لئے مال کا مالک ہونا کافی ہوتا ہے جب مال تک پہنچنے اور وصول کی قدرت موجود ہو جیسے مسافر کے لئے اور قربانی میں صرف ملک اور وصول کی قدرت کافی نہیں ہوتی اس کی دلیل بھی مسافر ہے۔ مسافر (اگر چہ غنی ہو) اس پر قربانی واجب نہیں ہوتی لہذا صرف دین کے نصاب کے مالک پر قربانی واجب نہیں ہوگی اور زکوٰۃ واجب ہوگی۔ دین کی وجہ سے وہ شخص ایسا غنی نہیں ہوگا جس پر قربانی واجب ہو۔

ملک رقبہ اور ید کا مفہوم:

وصول اور تحصیل کے کلمات سے معلوم ہوا کہ ملک رقبہ کا مفہوم یہ ہے کہ مال آدمی کے ملک میں ہو اور ملک ید کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی مال کا حقیقی مالک ہونے کے ساتھ ساتھ مال میں خود متصرف ہو یا اس کے اذن سے مدیون متصرف ہو اور مال تک وصول کی قدرت بھی حاصل ہو اسی کو ملک تام کہتے ہیں جیسے مسافر کے مال کا مسئلہ ہے کہ مسافر کے قبضہ میں مال نہیں ہوتا مگر مسافر کو اس مال پر ملک ید حاصل ہوتا ہے کیونکہ مال مسافر کے تابعین کے تصرف میں ہوتا ہے اور مال تک مالک کو پہنچنا ممکن ہے۔ لہذا مسافر کو اپنے مال پر ملک کامل حاصل ہوتا ہے اور اگر مال کے حصول کے امکان کی امید نہ ہو وہ مال ضار ہوتا ہے، اگر امید ہو وہ مال ضار نہیں ہوتا۔ اسی لئے فقیر پر دین بھی مال ضار میں داخل نہیں ہوتا۔

لہذا بعض علماء کا یہ کہنا صحیح نہیں کہ جی پی یا پراویڈنٹ فنڈ پر مالک کا ملک تام اور ملک ید نہیں ہوتا کیونکہ

ملک (ید قبضہ) کا مفہوم یہ نہیں کہ قبضہ بالفعل اور بلا واسطہ ہو بلکہ مفہوم یہ ہے کہ مال تک وصول ممکن ہو حالاً یا مآلاً (حال میں یا مستقبل میں) حالاً جیسے غنی میں ہوتا ہے اور مآلاً جیسے فقیر یا مفلس پر دین میں ہوتا ہے اور مال خود مالک یا اس کے مازون کے تصرف میں ہو۔

دیوالیہ کے دین کا حکم:

اگر فقیر کو قاضی (جج) نے دیوالیہ قرار دیا اس میں امام محمد کا قول یہ ہے مفلس (دیوالیہ قرار دیا گیا) کے دین میں صاحب دین پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، کیونکہ دیوالیہ قرار دیے گئے دین کی واپسی کی امید ختم ہوگئی ہے لہذا یہ دین مال ضار کی طرح ہوگا مگر امام ابوحنیفہ کا قول ہے کہ قاضی کا فیصلہ فلاں آدمی دیوالیہ اور مفلس ہے کوئی چیز نہیں دیوالیہ پر دین کی زکوٰۃ دین کے صاحب پر واجب ہوگی کیونکہ مال غدا اور رائج ہوتا ہے یعنی مال صحیح چلا جاتا ہے اور شام کو آ جاتا ہے مال آتی جانی چیز کا نام ہے۔ مفلس کے دین پر وجوب زکوٰۃ میں ابو یوسف امام ابوحنیفہ کے ساتھ ہیں۔

صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں قاضی کی جانب سے تفلس اگرچہ تحقیق ہے مگر دین کا محل ذمہ ہے مال نہیں اور مطالب موجود ہیں حتیٰ کہ صاحب دین کو مفلس کے ساتھ لازم اور چنے رہنے کا حق حاصل ہے ملازمۃ کے حق کا باقی رہنا اس امر کی دلیل ہے کہ دیوالیہ پر دین باقی ہے لہذا جب صاحب دین مفلس سے دین پر قبضہ کرے گا اسے سابقہ سالوں کی زکوٰۃ دینا ہوگی۔ (ص: ۱۲۴/۲۔ باب الزکوٰۃ)

اگر دین جاہل اور منکر پر لازم ہے اس پر گواہ نہیں اور دستاویزی ثبوت بھی نہیں ہیں اور انکار پر قاضی کی عدالت میں قسم اٹھا لیتا ہے ایسا دین اگر واپس مل جائے اس دین پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی اور اگر گواہ موجود ہوں یا قاضی کو ظلم ہے کہ فلاں آدمی پر فلاں کا دین واجب ہے امام محمد کے قول پر ایسا دین مل جائے تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ علامہ شامی نے اسی قول کو ترجیح دی ہے کیونکہ ہر قاضی عدل کرنے والا نہیں ہوتا اور نہ گواہ عادل میسر ہوتے ہیں عدالتوں کی تذلیل سے بچنے کے لئے بہت لوگ صاحب حق ہونے کے باوجود عدالتوں کا رخ نہیں کرتے لہذا یہ دین بھی مال ضار کی طرح ہے قبضہ کے بعد گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی مگر شیخین کے قول پر گزشتہ سالوں

کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔
غنی اور فقیر اور مفلس پر دین میں صاحب دین پر وصول کے بعد گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ تب واجب ہوگی جب یہ دین قوی ہو یا متوسط ہو اور اگر دین ضعیف ہو تو اس دین کی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

ایک عجیب صورت:

اگر کسی غنی کا فقیر پر ایک ہزار دینار دین لازم ہے فقیر ایک دینار سے ایک ہزار دینار کا دین خرید کر لے اور پھر غنی ایک دینار لیکر فقیر کو ہبہ کر دے پھر بھی غنی پر ایک ہزار دینار کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ کیونکہ غنی کا دین کے بدل ایک دینار پر قبضہ گویا ایک ہزار پر قبضہ ہے لہذا غنی پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی واجب ہوگی کیونکہ دین وصول ہو گیا (شامی)

اگر غنی کا دوسرے آدمی پر دین واجب تھا غنی نے دین کسی دوسرے آدمی کو ہبہ کر دیا اور اسے قبضہ کا وکیل بنالیا، مہوب لہ نے دین پر قبضہ کر لیا دین ہبہ کرنے والے مالک پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب ہوگی کیونکہ وکیل کا قبضہ مالک کا قبضہ ہوتا ہے لہذا دین وصول ہو گیا۔ (ص: ۱۸۵/۳۔ دارالہاز)

ذکر کردہ دین کی سب صورتوں میں دین کے وصول کے بعد صاحب دین کو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کا ادا کرنا واجب ہوگا۔ اگرچہ نفس وجوب ہر سال مکمل ہونے پر لازم ہو جاتا ہے اور اگر دین کے وصول اور قبضہ سے پہلے کوئی شخص واجب دین کی زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو پھر بھی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔
دین کے استہلاک کا حکم:

استہلاک یعنی دین کو سال کے بعد قصداً اپنے ملک سے نکالنے کا حکم بھی وصول اور قبضہ کا ہوتا ہے مثلاً کسی آدمی پر دین کی کئی سالوں کی زکوٰۃ واجب تھی اس نے مدیون کو دین سے بری کر دیا یعنی اسے دین معاف کر دیا، دین کے صاحب کو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگی کیونکہ صاحب دین کی طرف سے مدیون کو بری کرنا استہلاک اور تعدی ہے جو کہ قبضہ کے حکم میں ہے۔ (شامی ص: ۱۸۵/۳)